بسم اللہ الرحمن الرحیم

وضو کے واجبات کتنے ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو کے کتنے واجب ہیں؟

جواب

وضو میں کوئی بھی واجب نہیں ہے۔ وضو میں کرنے والے افعال کے تین ہی درجے ہیں: (1) فرض، جیسے چہرہ دھونا وغیرہ (2) سنت، جیسے کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا وغیرہ (3) آداب و مستحبات، جیسے اونچی جگہ پر وضو کرنا اور وضو کے درمیان باتیں وغیرہ نہ کرنا، ان تین درجات کے علاوہ واجب یا کوئی اور درجہ نہیں ہے، اسی وجہ سے فقہائے کرام نے بھی ہر جگہ یہی تین درجات بیان کیے ہیں۔

البتہ بعض دفعہ فقہائے کرام وضو کے متعلق کسی چیز کو واجب کہہ دیتے ہیں، تو وہاں واجب عملی مراد نہیں ہوتا، یعنی اس عمل کا درجہ فرض سے نیچے اور سنت سے اوپر والے واجب کا درجہ ہو، یہ مراد ہرگز نہیں ہوتا، بلکہ وہاں واجب اعتقادی مراد ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے: "وسننه: أفاد أنه لا واجب للوضوء ولا للغسل وإلا لقدمه" ترجمہ: اور وضو کی سنتیں (اس قول نے) یہ فائدہ دیا کہ وضو اور غسل کا کوئی مستقل واجب نہیں ہے، ورنہ وہ اسے (سنن کے بیان سے) پہلے ذکر کرتے۔

اس قول (أفاد إلخ) کے تحت ردالمحتار میں ہے: "حيث ذكر السنن عقب الأركان هنا وفي الغسل ولم يذكر لهما واجبا، ولو لم يكن كلامه مفيدا ذلك لقدم ذكر الواجب على السنن؛ لأنه أقوى، فمقتضى الصناعة تقديمه. وأراد بالواجب ما كان دون الفرض في العمل، وهو أضعف نوعي الواجب، لا ما يشمل النوع الآخر، وهو ما كان في قوة الفرض في العمل، لأن غسل المرفقين والكعبين ومسح ربع الرأس من هذا النوع الثاني، وكذا غسل الفم والأنف في الغسل؛ لأن ذلك ليس من الفرض القطعي الذي يكفر جاحده، تأمل. ثم رأيت التصريح بذلك في شرح الدرر للشيخ إسماعيل" ترجمہ: یہاں وضو میں اور اسی طرح غسل میں بھی مصنف نے ارکان کے بعد سنن کا ذکر کیا ہے، لیکن دونوں کے لیے کسی واجب کا ذکر نہیں کیا۔ اگر مصنف کا کلام اس بات پر دلالت نہ کرتا ہوتا تو واجب کا ذکر سنن سے پہلے کرتے، کیونکہ واجب، سنت سے زیادہ قوی ہے؛ لہٰذا اصولِ ترتیب کے اعتبار سے اسے پہلے ذکر کرنا چاہیے تھا۔ اور مصنف نے واجب سے وہ واجب مراد لیا ہے جو عمل کے اعتبار سے فرض سے کم درجے کا ہو، یعنی واجب کی دو قسموں میں سے کمزور قسم۔ اس سے واجب کی دوسری قسم مراد نہیں، جو عمل کے اعتبار سے فرض (عملی) کے درجہ میں ہوتی ہے۔ کیونکہ کہنیوں سمیت بازو دھونا، ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا اور سر کے چوتھائی حصے کا مسح کرنا واجب کی

اسی دوسری قسم میں سے ہے۔ اسی طرح غسل میں منہ اور ناک میں پانی ڈالنا بھی اسی قسم سے ہے؛ کیونکہ یہ وہ قطعی فرض نہیں ہیں کہ ان کا انکار کرنے والا کافر قرار پائے۔ غور کرو۔ پھر میں نے شیخ اسماعیل کی شرح الدرر میں اس بات کی صراحت بھی دیکھی ہے۔ (در مختار مع رد المحتار، کتاب الطھارۃ، سنن الوضوء، جلد 01، صفحہ 219، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

درمختار کی عبارت "وإلا لقدمه" کے تحت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جد الممتار میں فرماتے ہیں: "فإن قلت: أليس قدّم قوله (فيجب غسل المياقي وما بين العذار والأذن)، ومعلومٌ: أنّ الوجوب فيه ليس بمعنى الافتراض؛ لحصول الاختلاف، ألا ترى إلى قول الشارح بعده: (وبه يفتى)؟ قلت: الجواب ما أشار إليه الشامي: أنّ الوجوب هاهنا بمعنى أعلى قسميه، وهو الذي يفوت بفوته الجواز، والمنفي هو القسم الأدنى الذي لا يفوت الجواز بفوته" ترجمہ: اگر تم یہ اعتراض کرو کہ: مصنف نے تو پہلے یہ فرمایا ہے کہ "آنکھوں کے گوشوں اور عذار (کان کے سامنے رخسار کے بالوں) اور کان کے درمیان والے حصے کو دھونا واجب ہے"، حالانکہ معلوم ہے کہ یہاں وجوب سے فرض ہونا مراد نہیں؛ کیونکہ اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ کیا تم شارح کے اس کے بعد کہے ہوئے قول "اور اسی پر فتویٰ ہے" کو نہیں دیکھتے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ علامہ شامی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، یہاں وجوب سے واجب کی دو قسموں میں سے اعلیٰ قسم مراد ہے، اور وہ قسم ایسی ہے کہ اس کے فوت ہونے سے جواز فوت ہو جاتا ہے۔ جبکہ یہاں جس "واجب" کی نفی کی گئی ہے، اس سے واجب کی ادنیٰ قسم مراد ہے، جس کے فوت ہونے سے جواز فوت نہیں ہوتا۔ (جد الممتار، جلد 01، صفحہ 333، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "فرض عملی ہر مذہب میں جدا ہوتے ہیں، ہمارے مذہب صحیح معتمد مفتی بہ پر **وضو میں فرض عملی بمعنی مذکور اعنی ارکان عملیہ کہ یہاں وہی واجب اعتقادی ہیں: بارہ ہیں۔۔۔ رہا واجب عملی وہ وضو میں کوئی نہیں**، بحر الرائق سے گزرا "اتفق الاصحاب انه لا واجب فی الوضوء" (ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے کہ وضو میں کوئی واجب نہیں۔ت) درمختار میں ہے: "افاد انه لا واجب للوضوء ولا للغسل" (وضو و غسل میں ارکان کے بعد واجب چھوڑ کر سنتوں کا ذکر لا کر یہ افادہ فرمایا کہ وضو و غسل میں کوئی واجب نہیں۔ت) اسی طرح کتب کثیرہ میں ہے۔ (فتاوی رضویہ ملتقطاً، جلد 01، حصہ الف، صفحہ 281، 293، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اسی کے حاشیہ میں ہے: "فائدہ 01، مسئلہ: "وضو و غسل میں ایسا واجب کوئی نہیں جس کے نہ کرنے سے گناہگار ہو مگر طہارت ادا ہو جائے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 01، حصہ الف، صفحہ 293، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5353

تاریخ اجراء: 03 ربیع الاول 1448ھ / 17 اگست 2026ء